چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ دوشنبہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۴ ذلعقد ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	امیر جمعیت العلمائے اسلام جعفر آباد مولوی غلام مصطفیٰ (مرحوم) کی وفات پر ایصال ثواب و دعائے مغفرت	۲
۳	وقفہ سوالات	۳
۴	رخصت کی درخواستیں	۷
۵	بجٹ بابت سال ۱۹۹۰ء - ۹۱ پر عام بحث معزز اراکین جنہوں نے اظہار خیال کیا۔ (i) میر محمد ہاشم شاہوانی (ii) مولوی محمد اسحٰق خوستی۔ (iii) مولانا نور محمد (iv) مسٹر محمد ایوب بلوچ (v) مسٹر جان محمد جمالی (صوبائی وزیر) (vi) حاجی عبد محمد نوتیزئی (صوبائی وزیر)	۷

بلوچستان صوبائی اسمبلی سکرٹریٹ

اسپیکر	ـــــــــــــــــ	جناب ظہور حسین خان کھوسہ
ڈپٹی اسپیکر	ـــــــــــــــــ	جناب عنایت اللہ خان بازئی

افسران اسمبلی

سکریٹری اسمبلی	ـــــــــــــــــ	مسٹر اختر حسین خاں
جائنٹ سیکرٹری	ـــــــــــــــــ	محمد حسن شاہ
ڈپٹی سیکرٹری اوّل	ـــــــــــــــــ	مسٹر محمد افضل

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کا

چودھواں / بجٹ اجلاس

مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۰ء مطابق ۲۴ ذیقعد ۱۴۱۰ھ بروز دوشنبہ ۔ زیر صدارت اسپیکر جناب ظہور حسین خان کھوسہ، چار بجے شام بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ۔

از مولوی عبدالمالک برشوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ
دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ
اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

صدق اللہ مولنا العظیم

ترجمہ :- جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہوجائے اور (اے نبیؐ) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، اور اُس سے مغفرت کی دعا مانگو بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

جناب اسپیکر۔ اگلا سوال

۲۲۶۔ مسٹر صالح محمد بھوتانی (معزز رکن نے دریافت کیا۔)

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف) بنیادی مرکز صحت لک روحیل تحصیل دریجی میں علاج و معالجے کے لیے اس وقت کل کس قدر عملہ کام کر رہا ہے۔

ب) کیا مذکورہ عملہ میں کوئی سند یافتہ معالج ہے۔ اگر نہیں تو کیا حکومت اس ضمن میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

انچارج وزیر صحت

الف) مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں اس وقت کوئی میڈیکل آفیسر تعینات نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حکومت بلوچستان نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میڈیکل آفیسروں کی (۱۱۳) آسامیاں مشتہر کی ہیں۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات کر دیا جائے گا بہرحال ماتحت عملہ نرسنگ اردلی وغیرہ وہاں کام کر رہا ہے۔

ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی (ضمنی سوال)

جناب اسپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ" ان ہسپتالوں کے لیے کب تک پبلک سروس کمیشن ریکمینڈ کرے گا۔ جیسا کہ یہاں کہا گیا ہے کہ" اس سلسلے میں حکومت بلوچستان نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میڈیکل آفیسروں کی ایک سو تیرہ آسامیاں مشتہر کی ہیں۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر مذکورہ

بنیادی مرکز صحت میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات کر دیا جائے گا۔ حالانکہ مجھے علم ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں میڈیکل آفیسر نہیں ہے آپ کب تک وہاں اسے تعینات کریں گے؟

انچارج وزیر محکمہ صحت۔

جناب اسپیکر۔ اگر معزز رکن یقین کریں تو میں انہیں یقین دلاؤں گا۔ کہ انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ جلد از جلد وہاں میڈیکل آفیسر تعینات کریں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی

جناب والا چونکہ انہوں نے انشورنس دے دی ہے اس لیے یہ صرف کوشش اور جدوجہد تک محدود نہ رہے۔

انچارج وزیر محکمہ صحت

میری طرف سے تو کوشش ہو سکتی ہے۔ میں انشورنس نہیں دے سکتا۔

جناب اسپیکر۔

اگلا سوال

*۳۳۸۔ مسٹر صالح محمد بھوتانی

(ایک معزز رکن نے دریافت کیا)

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات نے حب وِرنجی روڈ پر گریڈنگ کا کام بند کر دیا ہے۔

ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ گریڈنگ کا کام بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ نیز کیا حکومت اس روڈ پر گریڈنگ کا کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ گریڈنگ کب شروع کی جائے گی۔

میر ہمایوں خان مری وزیر مواصلات و تعمیرات

الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات نے درنجی روڈ پر گریڈنگ کا کام بند نہیں کیا ہے۔

ب) گریڈنگ کا کام مہینہ میں ایک مرتبہ کیا جاتا ہے۔ گریڈنگ کا کام بند کرنے کا کوئی وجہ نہیں ہے۔ پروگرام کے مطابق ہر ماہ گریڈنگ کا کام کیا جاتا ہے اگر ضرورت پڑے تو ہر مہینہ میں دو مرتبہ بھی گریڈنگ کیا جاتا ہے۔

اس روڈ پر گذشتہ ہفتہ گریڈنگ کا کام ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔

نواب محمد اسلم رئیسانی (ضمنی سوال)

جناب اسپیکر۔ ضلع قلات کے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین نے کہا کہ وہاں گریڈر کافی عرصہ سے بند پڑا ہے۔ میں نے بھی چیئرمین سے پوچھا کہ آپ اس کا ریپئر کیوں نہیں کرواتے انہوں نے کہا کہ ریپئرنگ کے لیے شاید کراچی سے مستری پیدل آرہا ہے۔ جناب والا!

کیا لوکل باڈیز کے گریڈرز کی مرمت سی اینڈ ڈبلیو والے کرتے ہیں یا وہ خود کرواتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات

جناب والا! مرمت ڈسٹرکٹ کونسل والے خود کرتے ہیں تاہم وہ اگر ہم سے کہیں تو ہم کرواتے ہیں۔

نواب محمد اسلم رئیسانی

تو میں ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین سے کہوں گا کہ وہ وزیر صاحب سے ریپئر کے بارے میں رابطہ قائم کریں

وزیر مواصلات و تعمیرات

اگر اس کا تعلق ہم سے ہوا تو ....

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی

جناب عنایت اللہ خان بازئی صاحب ڈپٹی اسپیکر۔ حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی درخواست ہے۔
کہ ۱۸ جون ۱۹۹۰ء سے تا اختتام اجلاس تک انہیں رخصت دی جائے۔

جناب اسپیکر

سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟
(رخصت منظور کی گئی)

بجٹ پر عام بحث

جناب اسپیکر رخصت کی درخواستیں نمٹائی گئیں۔

اب میزانیہ برائے سال ۹۱-۱۹۹۰ء پر عام بحث کا وقفہ ہے۔ ہمارے پاس آج چار نام آئے ہیں۔ دو نام ٹریژری بنچز سے ہیں اور دو دوسری طرف سے میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب، مسٹر محمد ایوب بلوچ صاحب ہیں۔ پہلے میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میر محمد ہاشم شاہوانی

جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں آج بجٹ بابت سال ۹۱-۱۹۹۰ پر عام بحث میں حصہ لے رہا ہوں یہ بجٹ جو زیر بحث ہے اس کے لئے پورے بلوچستان کے لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ اس بجٹ میں ہمارے لیے بہت کچھ کیا جائیگا۔

ہمارے مسائل کے حل کے لیے کچھ رقم رکھی گئی ہو گی۔ لیکن . . . .

جونہی یہ بجٹ پیش ہوا ہے میں نے اس کا تجزیہ کیا۔ اس کو تقریباً پہلے بجٹ کی طرح حرف بحرف پایا۔ اس بجٹ میں جتنی بھی رقم رکھی گئی ہے، وہ سب کی سب جاری اسکیموں کے لیے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اسکیمات اس قدر زیادہ ہیں کہ جگہ نہ دی جائے اور پچھلے سال کی اسکیمات کو بھی کور نہیں کیا گیا اور اس سال میں بھی سارا کا سارا بجٹ جاری اسکیموں کے لیے رکھا گیا ہے لیکن اس بجٹ میں کچھ ایسی اسکیمات بھی ہیں جن کی میرے خیال میں ضرورت بھی نہیں ہے وہ بھی جاری اسکیمات میں شامل ہیں۔ جیسا کہ لسبیلہ کو کونٹ فارم کا قیام ہے جس کے متعلق ہمارے سابق نے پچھلے سال بھی کہا تھا۔ کہ ہم پانی کو ترستے ہیں وہاں پر کوکونٹ یعنی ناریل فارم کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ ایک جگہ پینے کا پانی نہ ہو وہاں پر ہم ناریل کے باغ لگائیں۔ اس کے بعد آئندہ سالوں میں اس سے گھی وغیرہ نکالنے کا کارخانہ بھی رکھیں اس کی کیا ضرورت تھی پچھلے سال بھی اس پر کافی روپے خرچ ہوئے ہیں اور اس سال بھی ہم نے اسکو جاری اسکیموں میں رکھا ہے۔

اسی طریقے سے ایک دوسری اسکیم ہے۔ بیرو ماڈل کم سیڈ میٹیلیکشن ریسرچ فارم۔ بیلہ۔

اس قسم کے فارم کی ایسی جگہ پر نہ تو کوئی ضرورت ہے اور نہ وہاں کوئی زراعت کا سلسلہ ہے۔ بلوچستان میں تو اس وقت جہاں زیادہ زراعت ہے وہ قلات ڈویژن ہے۔ بیلہ میں اس قسم کے فارم کی کیا ضرورت تھی۔ اگر اس کو قائم کرنا تھا تو بجائے بیلہ کے کہیں قلات میں قائم کیا جاتا۔ اور اسکو کہیں ایسی جگہ رکھا جاتا جہاں عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوتا۔ لیکن یہ بھی نہ ہوا اس کے بعد ہم سوچ رہے ہیں کہ اس بجٹ کے بعد جب ہم اسمبلی کا اجلاس ختم کر کے اپنے حلقے میں چلے جائیں گے تو وہاں پر ہم سے لوگ کیا پوچھیں گے۔ کہ آپنے بجٹ میں ہماری ترقی کے لیے فلاح و بہبود کے لیے کیا پروگرام رکھے ہیں تو ہمارے پاس کیا جواب ہوگا یقیناً ہمارے پاس یہ جواب ہوگا کہ یہ بجٹ جاری اسکیمات کے لیے ہے ہمارے لیے نہیں ہے۔ ہم یہ کہیں گے کہ یہ پورا بجٹ اسمبلی ممبران کی رائے سے مرتب نہیں کیا گیا ہے۔ اسکو حکومت وقت نے اپنے وزراء کے ذریعے یا اپنے سکریٹریوں کے ذریعے اس بجٹ کو مرتب کیا ہے۔ اور بعد میں اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے اور یہ ہیں بلوچستان کے بجٹ کے نام سے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس بجٹ پر نظر ثانی کی جائے جو اسکیمات غیر ضروری ہیں چاہے وہ جاری بھی ہیں جس سے بلوچستان کے لوگوں کو فائدہ ہو نہ کہ پیسوں کا ضیاع ہو ان کو ختم کر دیا جائے۔ ان اسکیمات کو بند کر کے ایسی اسکیمات دی جائیں جس سے لوگوں کو فائدہ ہو بعض جگہوں پر پینے

کے پانی کے لیے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں مگر پانی کڑوا ہے۔ اور ساتھ ہی حکومت نے یا کسی دوسرے ادارے نے ٹیوب ویل لگایا ہے یو ایس ایڈ نے یا کسی دوسرے محکمے نے لگایا ہے تو اس کا پانی میٹھا ہے اگر اس کا پانی میٹھا ہے تو ساتھ والے کڑوے ٹیوب ویل والوں کو بھی پانی ملنا چاہیئے۔ جب اس کے لیے بات کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے لیئے رقم نہیں رکھی گئی ہے جاری اسکیمات کے لیے اتنی بھاری رقم رکھی گئی ہے۔ ایسی اسکیموں سے جن سے لوگوں کو فائدہ پہنچے میری ذاتی رائے ہے جن اسکیموں سے لوگوں کو فائدہ نہ ہو۔ ان کو بند کر دیا جائے اور جس کا پانی کڑوا ہے اور ساتھ ٹیوب ویل میں میٹھا ہے تو اس کے قریب والوں کو بھی پانی دیا جائے۔

اسی طرح کئی دیگر اسکیمات ہیں اگر میں ان کی پوری تفصیل میں جاؤں تو کافی وقت صرف ہوگا اس بجٹ کو تیار کرنے میں چھ مہینے یا تین مہینے لگے ہیں اگر میں مختلف اسکیمات یا بجٹ پر تقریر کرنا چاہوں تو دو دن بھی لگ سکتے ہیں لیکن صرف اور صرف ایک بات واضح ہے کہ پورا بجٹ جاری اسکیمات کے لیے رکھا گیا ہے اور موجودہ اسکیمات جو بھی ارکان اسمبلی سے لی گئی تھیں ان میں سے ان اسکیمات کے لیئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔

پھر بات یہ کہی جاتی ہے کہ اگر ہمیں مرکز پیسے دے تو وہ اسکیمات جو ممبران اسمبلی نے دی ہیں۔ ان پر کام جاری کیا جائے گا۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ وہ رقم جو مرکز کی طرف سے بلوچستان کو بھیجی جا رہی ہے یا بھیجی جائے گی وہ کب بھیجی جائے گی کس طرح یہ رقم وصول کریں گے۔ ان حالات میں جو آج کل ہیں۔ اس کے پیش نظر نہ یہ رقم آج ملی ہے نہ آئندہ ملے گی۔

اس لیئے میری گزارش ہے کہ اس رقم کے لیئے ہمیں کم از کم آگاہ کیا جائے۔ تاکہ ہم اپنے ان لوگوں کو بتا دیں، کہ یہ رقم ایک مہینے کے بعد آئے گی یا ایک سال کے بعد آئے گی۔ آپ کے لیے کوئی اسکیم نہیں ہے اس میں کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اور جاری اسکیمات کو مکمل کرنے کے بعد دوسرے سال یہ اسکیمیں آئیں گی۔ اور اس کے لیے یہ یقین بھی نہیں ہے کہ ہم زندہ ہیں یا یہ اسمبلی رہے گی یا یہ موجودہ حکومت رہے گی ہمیں بتایا جائے تاکہ ہم ان لوگوں کو تسلی دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ پر از سر نو نظر ثانی کی جائے اور ہمیں ان لوگوں کو بتانے کے لیے کوئی طریقہ کار بتایا جائے کہ آپ کے لیئے اس بجٹ میں کچھ نہیں ہے۔ شکریہ!

جناب اسپیکر مولوی محمد اسحاق خوستی۔

مولوی محمد اسحاق خوستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب اسپیکر اور معزز ایوان۔ سالانہ بجٹ ایک تبادلہ خیالات ہے لیکن اس سے پہلے اسپیکر صاحب آپ کی اجازت سے میں ایک خصوصی مسئلے کی آپ سے اجازت مانگتا ہوں اور اس کا تعلق قطعاً اس بجٹ سے نہیں ہے۔ اور اس کا ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کو بھی علم ہے۔

جناب اسپیکر

مولانا صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ آج سالانہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اگر آپ اس کے متعلق کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں اور اگر کوئی دیگر بات ہے تو آپ ۲۳ تاریخ کو کہہ سکتے ہیں۔ آپ فی الحال تشریف رکھیں اور یہ خصوصی بات ۲۳ تاریخ کو کہیں۔ ہاں اب آپ بجٹ پر بحث کر سکتے ہیں۔

مولوی محمّد اسحاق خوستی

جناب والا اب میں بجٹ پر بحث کروں گا۔ ایوان میں حزب اختلاف کا یہ معنیٰ ہرگز نہیں ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ ہر چیز پر خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز کوئی اعتراض کرے۔ لیکن حزب اقتدار کے لیے بھی لازم ہے۔ کہ وہ حزب اختلاف کی جو بات حقیقت پر مبنی ہو وہ ٹھنڈے دل سے سنے اور ایسا نہ کرے کہ ہر بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے رہیں۔ اور ہر دفعہ ٹوکتے رہیں۔ اور جو بھی ممبر تقریر کر رہا ہو اسکی تقریر کو خراب کرنے کی کوشش کریں بلوچستان کے وسائل کے متعلق ہر بالغ اور نابالغ کو معلوم ہے کہ یہ محدود ہیں اور نہ ہونے کے برابر ہیں اس لیے ہمارا بجٹ خسارہ کا بجٹ ہے۔ اور یہ خسارہ تقریباً ایک ارب اور چالیس کروڑ کا بتایا جا رہا ہے۔ کہ اس سال کے بجٹ میں یہ خسارہ ہے۔ اور ہمیں یہ تسلی دی جا رہی ہے۔ اور

جس طرف بھی جائیں یہ تسلی دی جا رہی ہے کہ یہ خسارہ مرکز پورا کرے گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر مرکز کے ذمے ہمارا حق بنتا ہے۔ بحیثیت ایک پسماندہ صوبے کے وہ دے دے۔ کیونکہ مرکز چار صوبوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اگر مرکز کے ذمے ہمارا حق بنتا ہے تو حق کے لیے بھیک نہیں مانگی جاتی ہے اور یہ حکومت بلوچستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارا حق وصول کرے اور بالخصوص وزیراعلیٰ صاحب کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہمارا حق وصول کرے۔ یہ نہ صرف بلوچستان کی حکومت بلکہ وزیراعلیٰ کو بھی چاہیئے کہ جتنا ہمارا حق بنتا ہے وہ ہمیں مرکز سے دلا دیں بصورت دیگر اگر وہ مرکز سے ہمارا حق وصول نہیں کر سکتے تو میں اس بات پر حق بجانب ہوں کہ وہ بلوچستان پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر

مولانا خوستی صاحب آپ بجٹ پر بحث کریں۔

مولوی محمد اسحاق خوستی

جناب اسپیکر! میں نے بتا دیا ہے کہ مرکز سے ہمارا حق وصول کیا جائے تاکہ خسارہ پورا ہو جائے۔ بجٹ کے خسارہ کو پورا کرنے کے لیے جو رقم آرائش ڈنر، لنچ اور استقبال وغیرہ کے لیے مختص کی گئی ہے۔ ان میں سے بجٹ کی کمی کو پورا کیا جائے۔ یہ جو سیکرٹ فنڈ ڈی سی سے لے کر وزیراعلیٰ تک یہ سسٹم انگریزوں کے زمانے میں ہوا کرتا تھا جس سے قبیلوں کو راضی کیا جائے۔ لیکن آج کل کے زمانے میں ہماری اپنی حکومت ہے۔ اور اپنا عوام ہے۔ یہ ایک چوری ہے۔ اسے ختم کر کے بجٹ کے خسارہ کو پورا کیا جائے۔ رہی یہ بات کہ بجٹ کو از سر نو بنایا جائے یا یہ کہ جائے وہ کیا جائے یہی بجٹ ہوگا جو پیش ہوا ہے۔ ہم نے بجٹ کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ والے اس بجٹ کو تین چار ماہ پہلے بناتے اور ایک مہینہ پہلے ہر ممبر کے گھر اسکی ایک کاپی بھجواتے اور کہتے کہ اس کا مطالعہ کریں کیونکہ فلاں تاریخ کو یہ پیش ہوگا۔ لیکن آپ لوگوں نے اسمبلی کے پہلے دن ایوان میں پچاس کاپیاں رکھ دیں۔ کہ جلو رات کو مطالعہ کر کے صبح اگر بجٹ پر اعتراض کرو۔ سال بھر ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ اپنے حلقہ میں اسکیم ڈھونڈ کر انکی نشاندہی کریں میں نے

سارے محکموں مثلاً اریگیشن پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور بی ۔اینڈ۔ آر وغیرہ کی توسط سے اسکیمیں بھیجیں آخر کار محکمہ بی۔اینڈ۔آر ڈیپارٹمنٹ سے آرڈر ملا کہ تین اسکیمیں آپ دیں، تاکہ ہم اسے اے۔ ڈی۔ پی۔ میں شامل کریں کل پرسوں معلوم ہوا کہ جناب آپ لوگوں کی تین اسکیمیں چلی گئیں۔ خدارا ہم اپنے حلقہ کے عوام کو جاکر کیا جواب دیں گے۔ کہ ہم نے ان کے لیے کیا کیا ہے؟ میں نے عوام کو دس دس ہزار بلڈوزر گھنٹے تقسیم کیئے ہیں۔ لیکن وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے چھ سو گھنٹے دیئے ہیں۔ بلڈوزر تین ہیں جو پرانے اور ٹوٹے پھوٹے ہیں۔ یہ دس ہزار گھنٹے تین سال میں کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ وہاں پر کوئی ورکشاپ نہیں ہے۔ اگر وہاں پر بلڈوزروں کا ایک نٹ بھی ٹوٹ جائے۔ تو اسے ٹھیک کرنے کے لیے کوئٹہ لانا پڑے گا۔ وہاں ٹرانسپورٹ کا بھی کوئی بندوبست نہیں ہے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ مہربانی فرماکر ان بلڈوزروں کو ٹھیک کرنے کا بندوبست کریں۔ اگر نئے بلڈوزر نہیں لائے جاسکتے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایک حلقہ میں پندرہ بلڈوزر ہوں اور دوسرے میں تین بلڈوزر میں لمبی تقریر کرنا نہیں چاہتا۔ صوبے میں اگر کل کوئی بمباری ہوتی ہے تو ہمیں یہاں بات کرنے نہیں چھوڑا جاتا کہ اسے آپ کے نوٹس میں لائیں۔ اگر ۲۳ تاریخ تک میرے حلقہ میں سلیمان خیل قوم نے قبضہ کر لیا تو...... یہ بات وزیراعلیٰ صاحب کو بھی پتہ ہے کہ انہوں نے وہاں قبضہ کیا ہوا ہے۔ کمشنر صاحب کو بھی پتہ ہے وہاں پر توپیں نصب کی گئی ہیں۔ اور ان کے پاس کلاشنکوف ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کل یا پرسوں تک جنگ شروع ہو جائے گی۔ میں وزیراعلیٰ اور موجودہ حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ لوگ حکومت کے زور سے بارڈر پار جاتے ہیں۔ یہ وہی خانہ بدوش لوگ ہیں۔ جو سردی کے موسم میں پنجاب جاتے ہیں اور گرمی کے موسم میں افغانستان جاتے ہیں۔ دو دن میں خطرہ ہے کہ جنگ چھڑ جائے گی۔ اگر جنگ شروع ہوگئی تو یہ عوام کے بس کی بات نہیں ہے کہ اسے روکیں۔ ہمارے پاس بندوق تک نہیں ہے کہ جبکہ ان لوگوں کے پاس جدید اسلحہ موجود ہے۔ آخر میں اخبار والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے مطالبہ کو اخبارات میں شائع کریں، تاکہ کم از کم عوام کو معلوم ہو اور انہیں تسلی ہو کہ انکا نمائندہ کیا کہتا ہے۔ ان کو کیا پتہ ہے کہ یہاں پر ہمیں بولنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ہم مرجائیں گے اور آپ کہتے ہیں ۲۳ تاریخ کو تقریر کریں۔ یعنی ۱۲ تاریخ کو جنگ ہوگی۔ تو ہم ۲۳ تاریخ تک کیسے انتظار کریں! اس بارے میں نواب صاحب کے پاس بھی مندوخیل کا ایک وفد آیا تھا۔ اور اس کے فوٹو اخبار میں میں نے دیکھے۔ میں نواب صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ اس معاملہ پر توجہ دیں، اگر یہ معاملہ شروع ہوگیا۔ تو سارے بلوچستان میں پھیل جائے گی۔ الحمدللہ بلوچستان میں امن وامان ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب اسپیکر

جی مولانا نور محمد صاحب

مولانا نور محمد

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

وخاتم الانبیاء اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم۔ ولا تبذر ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین۔

صدق اللہ المولانا العظیم۔

جناب اسپیکر میں آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے بجٹ کے سلسلے میں کچھ باتوں پر اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ میزانیہ میں یہ بات موجود ہے کہ ہمارا مقصد ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی سمت پیش قدمی کرنا ہے۔ معاشرہ کے غریب اور محروم طبقات کی فلاح وبہبود کو یقینی بنانا ہے اس حوالے سے میں بجٹ کے ان الفاظ اور موجودہ حکومت اور وزیر قانون کی پریس کانفرنس کے تفاوت آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ ایک طرف آپ عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم نے اسلامی معاشرہ کے قیام کے لیے اور محروم طبقات کی فلاح وبہبود کے لیے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف عوام کے بیت المال کو ناجائز اور فضول طور پر حکومت خود خرچ کر رہی ہے۔ اگر آپ خود اندازہ لگائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ انہوں نے میزانیہ میں یہ بات نمایاں طور پر شائع کی ہے۔ کہ صوبہ کی ساٹھ فی صد آبادی کو صاف پانی مہیا کیا گیا ہے، لیکن آپ صرف کوئٹہ میں دیکھیں آپ نہ جائیں مکران ڈویژن، خاران، نصیر آباد ڈویژن لسبیلہ ڈسٹرکٹ لورالائی ڈسٹرکٹ ژوب ڈسٹرکٹ، کوئٹہ بلوچستان کا مرکز ہے۔ آپ جا کر سریاب، بڑیچ کالونی، خروٹ آباد، کوتوال، شیخ ماندہ اور کچلاک میں دیکھیں تو آپ کو ٹیوب ویل نظر آئیں گے۔ جو پہلے سے کامیاب ہیں۔ یہ ٹیوب ویل گزشتہ حکومت نے لگائے ہیں۔ لیکن آج تک پبلک ہیلتھ کے ذریعے سے عوام کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہیں ہے۔ ہم یہ کیسے تسلیم کریں کہ صوبے کے ساٹھ فی صد عوام کو صاف پانی مہیا کی گئی ہے۔

آپ خود جا کر علاقے دیکھیں کاغذات سے کوئی بات نہیں بنتی ۔ کاغذات میں لکھ کر قوم کو دھوکہ دیا جاتا ہے ۔ اسی طرح محکمہ صحت کے پورے بلوچستان میں بالکل بلڈنگ نہیں یا عمارت موجود ہے عمارت میں عملہ نہیں یا عملے کا تقرر ہوا ہے ۔ لیکن وہ ڈیوٹی نہیں دیتے ۔ یہ تو عوام کے ساتھ دھوکے کے سوا کچھ نہیں حکومت کی ایک کثیر رقم ایک خطیر رقم سرکاری دعوتوں پر خرچ ہو رہی ہے ۔ موسیقی کے پروگراموں پر خرچ ہو رہا ہے یا وزیراعلیٰ صاحب اور وزراء کے سیر و تفریح پر خرچ ہو رہا ہے آخر یہ قوم کا خزانہ ہے ۔ قوم کا خزانہ امانت ہے اور بجٹ میں امانت اور دیانت ضروری عنصر ہیں ۔ صوبائی وزیراعلیٰ یا وزراء اس کے مالک نہیں بلکہ وہ قوم کے خادم ہیں ۔ وہ قومی خزانہ کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ نہیں کر سکتے جب کہ بجٹ میں یہ بات لکھی گئی ۔ کہ کفایت شعاری سے کام لیا گیا ہے ۔ ہم اصول پرست ہیں ہماری پالیسی اسلامی اصولوں کے مطابق ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔ کہ اسلام کو اپنا نہ کہیں اسلام کا نام نہ لیں ۔ بلکہ یہ کہیں کہ ہماری اپنی مرضی کا اصول ہے ۔ آپ نے غریبوں کے لیے کیا کیا ہے ۔ ان کو کیا دیا ہے ۔ آپ نے خزانے کی ایک کثیر رقم ایسی عمارتوں پر خرچ کی یا اب آپ خرچ کرنے والے ہیں ۔ جس کی کوئی ضرورت نہیں لہٰذا اب بھی وقت ہے اگر حکومت کو بجٹ خسارے کو پورا کرنا ہے ۔ تو وہ کفایت شعاری سے کام لیں ۔ اور اسلامی اصول کو سامنے رکھیں خلفائے راشدین کی حکومت چلانے کے طریقہ کار کو سامنے رکھیں خلفائے راشدین نے حکومت کے خزانہ کو نہیں لوٹا نہ ہی قوم کے خزانہ کو اپنی جائیداد سمجھتے تھے ۔ آج تو میرے خیال میں حکومت کی یہ جائیداد ہے بلکہ خاص کر وزیراعلیٰ کی جائیداد ہے ۔ میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں ۔ کہ آپ اس بارے میں متحد ہو کر قوم کے خزانہ کو قوم کے حوالہ کریں ۔
جناب والا عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہیں ہوا ہے ۔ چند مہینے عوام کے دینی مطالبے کی وجہ سے ہم نے چندا علانات کیے تھے ۔ ایک محکمانہ وصولی اور دوسرا منکت کی بنا پر وصولی لیکن وزیر قانون نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا ہے ۔ کہ چونگی کو دوبارہ ٹھیکے پر دیا جائے گا ۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ ان کی انفرادی رائے تھی ۔ میں صوبائی حکومت کو چیلنج کرتا ہوں ۔ کہ یہ میری انفرادی رائے نہیں تھی بلکہ یہ تمام علماء کا متفقہ فتویٰ تھا ۔ آپ لاہور چلے جائیں یا ملتان ، کراچی چلے جائیں ۔ وہ آپ کو کیا فتویٰ دیں گے کہ ٹھیکے پر دینا جائز ہے یا ناجائز ۔ میرے پاس تمام مدرسوں کے فتوے موجود ہیں پھر یہ کہنا کہ ایک فرد کا انفرادی فیصلہ ہے ۔ میرے خیال میں انہوں نے تمام علماء کے فتوؤں کی توہین کی ہے ۔ اگر ایک آدمی قابل نہ ہو ۔ ان کو کس نے مفتی بنایا ہے ۔ انہوں نے اسلامی یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے یا مدینہ یونیورسٹی سے اور کہتے ہیں کہ انفرادی رائے ہے اور ہم اسے پھر سے ٹھیکے پر دینے والے ہیں ۔ یہ عوام کا دنیوی مطالبہ ہے آپ کو عوام نے منتخب کیا آپ عوام کی مرضی

کے مطابق چلائیں آپ خود اندازہ لگائیں آپکے صوبے میں کتنے وزیر ہیں۔ حزب اقتدار کے سب وزیر ہیں۔ آیا یہ قومی خزانے پر بوجھ نہیں آپ کے دفتروں کا عملہ زیادہ نہیں آپ ان کے لیے عمارتیں بنائیں یا بیجا روگاڑیاں ان کے لیے منگوائیں۔ تو یہ آپ کے خزانہ پر بوجھ کے سوا کچھ نہیں۔ خدارا اس قوم کی حالت پر رحم کریں۔ آپ قوم کی خدمت عوض میں نہ کریں ۔ بلکہ اتنے وزیر بنائیں جو کام چلا سکیں میرے خیال میں پانچ وزیر کافی ہیں یہ قوم کے ساتھ مذاق ہے۔ شکریہ

جناب اسپیکر

محمد ایوب بلوچ صاحب۔

مسٹر محمد ایوب بلوچ

جناب اسپیکر صاحب و معزز اراکین اسمبلی بجٹ پر کچھ کہنے سے پہلے میں بلوچستان اور خصوصاً اپنے حلقہ انتخاب کے بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ جناب والا! قیام پاکستان سے لے کر آج تک بلوچستان کو عمومی اور مکران کو خصوصی طور پر ہر لحاظ سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے حالانکہ سیاسی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو خطہ بلوچستان کو جو بین الاقوامی اہمیت حاصل ہے اور اس کے ساتھ مکران جو جغرافیائی اور سیاسی لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتا ہے لہذا ان عوامل اور ان رویوں کا میرا صوبہ اور میرا حلقہ ہرگز روادار نہیں۔ جو ۱۹۴۷ سے آج تک روا رکھا گیا میرے نقطہ نگاہ سے ہمارے عوام کو جمہوریت کی روشن سرزمین پہ آزادی کا سانس نصیب نہیں رہا۔ چہ جائیکہ ثانوی نوعیت کی حامل چند ظاہری اسکیموں پہ کام ہوتے ہوئے کارونا رو دیا جائے میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس پورے عرصہ میں یہاں کے عوام کو تیسرے درجہ کا شہری سمجھا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! آج انہیں برابر کے شہری کی حیثیت نہ ہو تو انسانی بنیادی ضرورتوں پہ مبنی سہولیات کی فراہمی یا معیار زندگی کو بہتر اور جدید دور کے آسائشوں کے مطابق کرنے کا عمل کوئی معنی نہیں رکھتا یہ سب زیادتیاں میرے خیال میں نادانستہ طور یا لاعلمی میں سرزد نہیں ہوئی ہوں گی۔ بلکہ سب کچھ عمداً نہایت ترتیب شدہ منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کا لب لباب یہ ہے کہ یہاں کے عوام کو سرے سے بنیادی سہولتیں نہیں دی گئیں اور اولین ضرورت کا مطالبہ ان کے لیئے برابر کا شہری ہونا ہے اور انسانی آزادی کا تسلسل کے ساتھ فطائیت

اور منصوبوں کو اس بجٹ میں ضرور شامل کیا جائے تاکہ میرے حلقہ کے عوام اس ترقیاتی عمل سے مستفید ہو سکیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر

جی میر جان محمد جمالی صاحب

میر جان محمد خان جمالی صوبائی وزیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

رول نمبر ۲۱۵ کے تحت میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ جس زبان میں آسانی سمجھوں اس زبان میں میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ کیونکہ آپ نرم دل بہت ہیں۔ ایک دوست جیو بگم کھاتے ہوئے تقریر کر گئے۔ جس کی آپ نے انہیں اجازت دے دی مجھے اگر رول ۲۱۵ کے تحت اجازت دیں۔ تو آپ کی نوازش ہوگی۔

نواب محمد اسلم رئیسانی

جناب اسپیکر! میرے خیال میں اگر جان جمالی صاحب سرائیکی میں تقریر کریں تو انہیں آسانی ہوگی۔ مگر وہ انگریزی میں تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ انہیں انگریزی میں آسانی ہوگی۔

میر جان محمد خان جمالی

جناب اسپیکر! میں انہیں رولز اور پروسیجرز کا حوالہ دے رہا ہوں۔ جس کی کتاب آپ کے سامنے بھی پڑی ہے۔

جناب اسپیکر

جان جمالی صاحب آپ کو انگلش میں تقریر کرنے کی اجازت ہے۔

میر جان محمد خان جمالی

شکریہ جناب اسپیکر!

Mr. Speaker

Sir,

The budget which was presented on 14th of June in this august house.........

مولانا محمد اسحاق خوستی

جناب اسپیکر! مجھے افسوس ہے کہ جمالی صاحب اپنا علم اور تعلیم ہمیں تبلا رہے ہیں۔ کہ وہ انگلش میں بھی تقریر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ انہیں اپنے مادری زبان میں تقریر کرنے کی اجازت دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لندن کی زبان ہمارے ہاؤس میں استعمال کرنا........

(مداخلت)

جناب اسپیکر

مولا خوستی صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ جان جمالی صاحب انگلش میں تقریر کر سکتے ہیں۔ (مداخلت)

میر جان محمد خان جمالی

جناب اسپیکر! آپ بے فکر رہیں۔ میں مولانا صاحب کو راضی کر لوں گا۔ مولانا خوستی صاحب جلدی راضی ہو جاتے ہیں۔

میر صابر علی بلوچ

جناب اسپیکر! مولانا خوستی صاحب خود تو انگریزی میں بولتے ہیں۔ ابھی انہوں نے کہا تھا۔ کہ (Allow)

کر رہے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق خوستی

جناب اسپیکر! آپ مجھے ایک منٹ کے لیے اجازت دیں اور میری گذارش سن لیں۔ اس کے بعد جمالی صاحب تقریر کریں۔

میر جان محمد خان جمالی

مولانا صاحب آپ ایک منٹ کی بجائے دو منٹ لے لیں۔

مولانا محمد اسحاق خوستی

جناب اسپیکر میں ایک بات کہنا چاہتا تھا۔ لیکن بھول گیا وہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب، سندھ، سرحد اور قومی اسمبلی میں اجلاس کے اختتام کے بعد اسمبلی کے سارے عملہ کو ایک مہینے کی تنخواہ بطور الاؤنس دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر

مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو جو بات کرنی ہے وہ ۲۳ر تاریخ کے اجلاس میں کریں۔

جی جمالی صاحب۔

Mir Jan Mohammad Khan Jamali (Provincial Minister)

Mr. Speaker Sir, the Budget which was presented on the 14th June by our little, small compact Finance Minister like myself. He, no doubt came under a barrage from the independent benches where Hon'able Mir Zafarullah Khan Jamali seated. I do'not want to go into the contravency of Rustom and Sohrab. Mir Zafarullah Khan, but some remarks, same conditions even more difficulty faced by Mr. Piracha at the Federal level. But any way, that is over and let us get our own business.

جائے ہمیں اپنا حق دیا جائے تاکہ ہمارے لوگ آباد ہو سکیں زراعت میں ترقی ہو سکے لوگ آباد ہو سکیں آرام اور چین کی زندگی گزار سکیں ہماری آبادی ۴۵ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر ہمیں اپنا حصہ مل جاتے تو ہمارے لوگ خوش حال ہو جائیں گے۔
جناب اسپیکر! ایک زرعی علاقے کو ترقی دے کر اپنے صوبے کو خود کفیل بنا سکتے ہیں بجائے اس کے ہم گندم سندھ سے یا پاسکو سے خریدیں ہم خود اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ ہمارا صرف جائز حق دیں بیٹ فیڈر کے ۷۵۰۰ کیوسک بنتے ہیں ۱۸۰۰ کیوسک کیرتھر کے بنتے ہیں۔ ہمیں پورا حق دیا جائے۔ لاکھوں کیوسک بحرۂ عرب میں بہہ جاتا ہے کیا بلوچستان کا اتنا حق نہیں بنتا؟ اس چیز کا زیادہ تر تعلق صوبہ سندھ سے ہے جب ان پر کوئی مشکل وقت آتا ہے اور آج کل جن حالات سے دوچار ہیں تو بلوچستان سے مدد مانگتے ہیں کہتے ہیں کہ جنگ بند کرائیں۔ اب ان کا فرض ہے کہ وہ ہمارا حق دیں یہ دو طرفہ مسئلہ ہے اگر وہ ہماری امداد کریں گے تو ہم ان کی مدد کریں گے اور ان معاملات پر زیادہ وقت نہ ضائع کیا جائے۔ اس وقت ہمارے ملک میں ۴۳ محکمے ہیں جس میں بلوچستان میں مرکز کے محکمے بھی شامل ہیں۔ ۱۹۸۱ کی کابینہ کا فیصلہ ہے کہ ۵ء۴ فی صد بلوچستان کا کوٹہ ہے اس پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے نو سال گزر چکے ہیں ہمارے بچے دھکے کھا رہے ہیں مجبوری کی حالت میں پھر رہے ہیں پڑھے لکھے بچے پھر رہے ہیں۔ یہ پالیسی پر عمل کریں۔ اس سے ہمارے تمام بچے باروزگار ہو جائیں گے۔ اس میں ہمارے گریجوئیٹ ایڈجسٹ ہو جاتے ہیں کیا ان تمام مسائل کا حل نہیں ہے ملک میں کوئی آدمی نہیں رہ گیا ہے جو ان مسائل کو حل کر سکے۔ بات صرف تقاریر اور اخبارات تک محدود ہے۔ کیا صرف اس پر بات چلتی رہے گی یا ان پر عمل درآمد بھی کریں گے۔ جناب ہم نئی نسل ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ عمل کر کے دکھائیں پھر نعرے ماریں، اگر کام نہیں ہے، تو لیڈروں کے فلم ایکٹروں کے ساتھ فوٹو آتے رہیں گے۔ کام کی بات ہو ہمارا حق ہمیں دیں ہمارے ملک میں ۷۲ کارپوریشن ہیں اس میں بلوچستان کے لوگ ملازم رکھے جا سکتے ہیں ۷۲ فرقوں کا تو ہم نے سنا تھا ۷۲ فرقے جب ہمارے مذہب میں بنیں گے تو نظام درہم برہم ہو جاتے گا جب پاکستان میں اتنے فرقے بنیں گے تو کیا بنے گا۔ اس میں ہمارے لڑکوں کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ ہمارے صوبے میں کتنے گریجوئیٹس ہیں۔ انکی ایک لسٹ تو بنائیں افسوس تو یہ ہے کہ مارشل لا کے دوران ایک لسٹ بنائی گئی تھی۔ کیا آپ یہ بات عوامی دور میں بھول گئے ہیں جناب وفاقی حکومت بجلی پر گیس پر ٹیکس لگا رہی ہے۔ آئی ایم ایف ہمارے بجٹ پر اثر انداز ہے ہم اپنا حق ملازمتوں میں مانگ رہے ہیں وہ دیا جائے۔

Mr. Speaker Sir! We want the 1973 Constitution to be implemented in letter and spirit.

میرے خیال میں اس ایک فقرے سے زیادہ وضاحت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں جنہوں نے اس وقت یہ آئین بنایا۔ خدا کے فضل سے وہ اس وقت وفاقی حکومت میں حسب اقتدار ہیں۔ وہ عمل درآمد کر کے دکھائیں۔ مسئلوں کا حل خود بخود سامنے آ جائے گا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق کنکرنٹ لسٹ پر ۱۹۸۳ء میں عمل درآمد ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن دس سال گزر چکے ہیں۔ عوامی حکومت کو اقتدار میں آئے ہوتے یہ دوسرا سال ہے ابھی تو اس پر عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ ہم کب تک ان چیزوں کا انتظار کرتے رہیں گے سوئی گیس بلوچستان کی دولت ہے۔ نواب اسلم رئیسانی صاحب کی ایک بات مجھے یاد آ رہی ہے وہ الفاظ تو نہیں ہیں اور تو سب کچھ تمہارا لیکن اصلی چیز سوئی گیس جس سے ہم ترقی کر سکتے ہیں وہ خالہ کا۔ جناب اس طرح نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنی ڈویلپمنٹ چارجز چاہئیں۔ اگر ہمیں ڈویلپمنٹ چارجز دیئے جائیں تو ہمارا بجٹ ڈیفیسٹ (Deficit) میں نہیں جاتا۔ ہم اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا جانتے ہیں۔ خدا نے ہمیں ایک دولت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ اسے آپ چھین لیتے ہیں اور ہمیں بھکاری بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تو امریکن امپیریلزم (American Imperialism) یا برٹش امپیریلزم (British Imperialism) دوسری جنگ عظیم سے پہلے ہندوستان کے جو بھی وسائل تھے یہاں سے برطانیہ لے گئے اسی خام مال کو فائن اپ پروڈکٹ (Fine up product) میں واپس انڈین سب کانٹیننٹ Indian Sub-continent میں واپس بھیج دیا گیا اور احسان کرنے لگے۔ یہ تو کالونیلزم (Colonialism) کے دور میں ہوتا تھا۔ آج کل جمہوریت کے دنوں میں تو نہیں ہوتا تھا۔ پاکستان کو آزاد ہوئے ۴۴ سال ہو گئے ہیں۔ یہ طریقہ اور یہ نظام نہیں چلے گا جو حقیقتیں ہیں، ان کو تسلیم کریں تیس سال سے ہمارا حق ہمیں واپس نہیں دیا گیا۔ یہ کافی ہو چکا۔ وہ ہمیں واپس کریں۔ اس سلسلے میں بہت تقاریر ہو چکیں اور بہت باتیں ہو چکیں ہم کچھ اور نہیں مانگ رہے ہیں۔ ہماری چیز ہمیں واپس دیدیں انٹر پروونشل واٹر ریورز (Inter Provincial Water Rivers) ہمارے ملک میں پانچ دریا ہیں۔ دریائے سندھ سے بلوچستان کے صوبے کا بڑا تعلق ہے۔ سندھ سے دو نہریں ہمارے صوبہ کو آتی ہیں۔ صوبہ سندھ سے پٹ فیڈر میں ہم اپنا جائز حق مانگ رہے ہیں کوئی زائد مراعات نہیں مانگ رہے ہیں۔ اس کو صرف بیانات تک محدود نہ کیا

دیکھی جائے تو کوئی بھی صحیح حالت میں نہیں ہے نشنل ہائی ویز میں جیکب آباد کوئٹہ ہائی وے آر سی ڈی ہائی وے ہے۔ کوئٹہ تفتان ہائی وے ہو یا کوئٹہ ژوب ڈی جی خان ہائی وے ہو کوئٹہ چمن ہائی وے۔ یہ سب خستہ حالت میں ہیں یہ دفاع کے نقطہ نظر سے بھی ضروری ہے ان کی حالت دیکھیں کیا جنگ مشرق کی طرف سے ہوگی۔ مغرب کی طرف سے نہیں ہوگی۔ انگریزوں نے تو یہاں ریلوے ڈیفنس پوائنٹ آف ویو سے بنائی تھی۔ گورا بنا گیا ہے مگر آج بھی ہم اسی حالت میں اس کو چلا رہے ہیں اسکو مین ٹین (Maintain) رکھنے کے لئے عمل درآمد کریں۔ پاکستان میں بلوچستان کی اہمیت ہے پیسہ خرچ کریں میں تو کہتا ہوں کہ ان ہائی ویز کے لیے رقوم حکومت بلوچستان کو منتقل کی جائے تاکہ ان افسران کا بھی احتساب کیا جا سکے۔ یہ حکومت بلوچستان کے دائرہ اختیار میں ہوں آج جون میں دیکھیں کہ بڑی تیز رفتاری سے کام ہو رہا ہے پیسے بھی جلد استعمال ہوں گے اور جون میں پیسے بھی جلد ادھر ادھر ہو جاتے ہیں دوسرے لوگ عوام تو بجٹ سے خوف زدہ ہوتے ہیں لیکن یہ افسر لوگ بہت خوش ہوتے ہیں۔ پچھلے سال رورل الیکٹریفیکیشن خراب حالات کی نظر ہو گئے چار گاؤں الیکٹریفائی کئے گئے تھے۔ اس سال بھی چار ہیں ان پر بھی کام کیا جائے تو پتہ چلے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس کی جواب دہی وفاقی حکومت کی ہے آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے تحت بجلی اور اس کی تقسیم صوبے کا معاملہ ہے آئین بھی انھوں نے بنایا ہے۔ اس پر عمل درآمد بھی کر کے دکھائیں (Last but not the least) آخر میں یہ عرض ہے کہ جناب تقریر تو کر دیتے ہیں تنقید تو کر دیتے ہیں حل نہیں بتاتے ہیں۔ ان تمام مسائل کا حل کامن انٹرسٹ کی میٹنگ بلانے میں ہے اکٹھے بیٹھیں مذاکرات کریں بتائیں کہ مسائل کیوں نہیں حل ہوتے ہیں۔ ہماری صوبائی حکومت نے تو اس کا مطالبہ کر دیا ہے کہ ان سب کو بٹھائیں اس مسئلے کا حل نکلتا ہے یا نہیں جو پالیٹیشن ہوتا ہے وہ بھی ڈائیلاگ پر یقین رکھتا ہے اور اس سے مسئلے حل ہوتے ہیں۔ یہ میرا اہم نقطہ ہے۔ میں اس پر زور دے رہا ہوں کہ کامن انٹرسٹ کی میٹنگ بلائی جائے۔ اسکے بغیر ان مسئلوں کا حل نہیں ہوگا۔ ہم چیختے رہیں گے وہ بات نہیں مانیں گے اور مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلے گا۔

نواب محمد اسلم رئیسانی

مسٹر اسپیکر پوائنٹ آف کلیریفکیشن (Point of clarification) یہاں معزز وزیر صاحب نے کہا کہ ۱۹۷۳ء کے

جناب والا! آپ ضلع جعفر آباد سے بخوبی واقف ہیں ہم یہاں سیم وتھور کی مشکلات سے دوچار ہیں یہ مسئلہ بھی وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔ سکارپ والوں نے اس کا ایک پروجیکٹ تیار کیا۔ اس کا افتتاح ایک فوجی جرنیل نے کیا اور اس کے افتتاح کے لیے کیک وغیرہ بمبے بیکری (Bombay Bakery) حیدرآباد سے منگوائے گئے۔ کیک کاٹا گیا ضیاء صاحب زندہ باد کے نعرے لگے جرنل صاحب خوش ہو کر چلے گئے کیونکہ وہ اس علاقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ان کو وہاں کے مسائل کا پتہ نہیں تھا۔ لیکن ایک سیم زدہ علاقے کا پانی نکال کر اریگیشن میں کھلاں ڈالا جارہا ہے جو علاقہ سیم سے بچا ہوا تھا۔ اسکو بھی تباہ کیا جارہا ہے۔ اس قسم کی پالیسی سمجھ میں نہیں آتی ہے یہ بچہ سقہ کی حکومت ہے کیا بات ہے۔ جو پلانر ہیں وہ بڑے عقلمند ہیں۔

جناب والا! وہاں سیم وتھور کا مسئلہ ہے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ اگر اس مسئلے کا حل نہ نکالا گیا تو ہمارے علاقے کی معاشی موت ہو جائے گی۔ اگر یہ مسئلہ حل نہ کیا گیا اور الیکشن میں وعدے کئے گئے کہ ان مسائل کا حل کیا جائے گا۔ اگر وفاقی حکومت سے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں تو عوام تک کیوں تکالیف اٹھا رہی ہے۔ الیکشن میں بھی وعدے کئے گئے یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ اب یہ مسئلہ سولہ کروڑ میں حل ہو جائے گا اور انتظار کرتے جائیں گے تو کروڑ بڑھتے جائیں گے۔ جس طرح روپے کی (Value) گر رہی ہے پھر بات کہاں سے کہاں چلی جائے گی۔

جناب والا! آج کل تلخ باتوں کے ساتھ اچھی باتیں بھی اخبارات میں پڑھنے کو مل رہی ہیں۔ اس کے لیے کچھ نہ کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ میری تسلی اس وقت ہوگی۔ کہ ان پر عمل درآمد کیا جاسکے۔ اور ان کو ہائی سپیڈ رکھیں۔ ان پر جلد سے جلد عمل کر کے دکھائیں۔ اس سے صرف بلوچستان کو فائدہ نہیں ہوگا۔ اس سے سارے ملک کو فائدہ ہوگا۔ اس طرح میرانی ڈیم کے متعلق پڑھا ہے خوشی کی بات ہے۔ پھر اس پر پیش رفت ہونی چاہیئے۔ میں کہوں گا۔ کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے تاکہ استفادہ ہو۔

نیشنل ہائی وے ان بلوچستان اس وقت جتنے بھی ہائی وے بلوچستان میں آتے ہیں۔ ان کی حالت

سے نوشکی میں گرڈ اسٹیشن موجود ہے جب پہلی بار محترمہ بے نظیر صاحبہ کوئٹہ آئی تھیں۔ تو میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ محترمہ ہمارے ضلع چاغی کے ہیڈ کوارٹر نوشکی کے مقام تک بجلی پہنچی ہے لیکن اس سے آگے بجلی نہیں۔ تو محترمہ نے ہمیں یقین دہانی کرائی کہ اس کا د پ۔ سی۔ ون) بنوا کر ہمیں بھجوا دیں تاکہ اس کے لیے ہم فنڈ مہیا کریں۔ لیکن فنڈ نہ ملنے کی وجہ سے یہ کام ابھی تک نہ ہو سکا۔ معدنی وسائل جو ضلع چاغی کے علاقے میں ہے۔ ان کو بھی بروئے کار نہیں لایا جا سکا۔ لوگوں نے جو ہزاروں ایکڑ زمین الاٹ کروایا ہے اثر دہا کی طرح ان پر چھائے ہوتے ہیں۔ ان پر کام نہیں ہو رہا یہ ہماری صوبائی حکومت کا کام نہیں بلکہ وفاقی حکومت کا ہے وہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ تعاون کرے۔ نیشنل ہائی وے کوئٹہ تفتان روڈ جو لندن روڈ کے نام سے مشہور ہے۔ اس روڈ کی بہت بُری حالت ہے۔ ٹورلیسٹ اسی روڈ سے آتے ہیں وہ ہمیں اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ کئی مرتبہ وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا گیا۔ ہے کہ اس کے لیے ہمیں فنڈ دیا جائے لیکن وفاقی حکومت فنڈ مہیا نہیں کرتی سات سال کی خشک سالی کے بعد اس سال جب بارش ہوئی تو دو مہینے تک یہ روڈ بند رہا۔ اور ہم نے کئی مرتبہ ایکسین د (XEN) نیشنل ہائی وے کو اس مسئلے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا جب وفاقی حکومت کی جانب سے ہمیں حکم ملے گا۔ تو ہم اس روڈ پر کام کریں گے۔ لیکن تاحال یہ روڈ اسی طرح سے ہے اور ہم آمد و رفت کی سہولتوں سے محروم ہیں۔

جناب اسپیکر! چاغی میں جو زیر زمین پانی ہے۔ ہمارے صوبے میں اس قدر فنڈ نہیں کہ رگ بور (Rig-Bore) لگا کر اس پانی کو قابل کاشت لائیں۔ وفاقی حکومت نے ہمیں فنڈ نہیں دیئے۔ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ مرکز میں جو ہمارے ملازمت کا کوٹہ ہے وہ بھی ہمیں نہیں مل رہا۔ ہمارے انجینئر بی اے ایم اے پاس نوجوان کراچی میں ہوٹلوں میں کام کر رہے ہیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس غریب صوبے کے نوجوان بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کر کے ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے لوگوں کے ساتھ ناروا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ نوکنڈی واٹر سپلائی سکیم

کا تین سال سے (پی۔سی ون) بنا ہوا ہے اور کئی مرتبہ وفاقی حکومت سے اس کے لیے فنڈ کا مطالبہ کیا۔ لیکن وفاقی حکومت نے فنڈ مہیا نہیں کیا۔ نوکنڈی میں اس وقت میٹھے پانی کا ایک کنستر ساٹھ روپے پر بک رہا ہے۔

جب کہ برادر ملک ایران میں ایک کنستر ڈ نرل کی قیمت پندرہ روپے ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمیں پینے کا پانی میسر نہیں فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پانی کے لیے ترس رہے ہیں۔ اگر کوئی آفیسر صاحب نوکنڈی جاتے تو مہربانی کر کے اپنے ساتھ ایک کنستر میٹھا پانی لے جائے۔

جناب اسپیکر! باقی تین صوبوں سے حج کے لیے پروازیں ہیں۔ لیکن بلوچستان سے عازمین حج کے لیے پروازیں نہیں۔ لہٰذا یہاں کے لوگوں کے لیے بھی حج پرواز کی سہولت کا ہونا ضروری ہے۔ ہم نے کئی مرتبہ مطالبہ کیا۔ لیکن بدنصیبی سے کوئی عمل نہیں ہو رہا۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک کے تین صوبوں کا سعودیہ کی ڈائریکٹریٹ میں نمائندگی ہے۔ لیکن بلوچستان کا کوئی نمائندہ نہیں جو عازمین حج کی خدمت کر سکیں۔

جناب اسپیکر! سترہ سال سے سینڈک پراجیکٹ کا کام پینڈنگ (Pending) میں پڑا ہے۔ تین چار دن کی بات ہے کہ وفاقی حکومت سے اشارہ ملا ہے۔ کہ سینڈک پراجیکٹ پر کام جلدی شروع ہونے والا ہے۔ لیکن ہمیں یقین نہیں آتا کہ اس پر کام جلدی شروع ہو جائے حالانکہ سینڈک میں سونا چاندی سلفر ہے اگر یہ پراجیکٹ بلوچستان میں نہیں ہوتا کہیں اور پنجاب یا سندھ میں ہوتا تو اسی وقت منظور ہوتا۔ اگر اسکو چلائیں تو ہمارے بلوچستان میں بے روزگاری کا مسئلہ ایک حد تک حل ہو سکتا ہے

جناب اسپیکر! دالبندین میں تین چار سال سے ایئرپورٹ بنا ہوا ہے۔ ہمارے لیے ان کے پاس جہاز نہیں اگر ہفتے میں کم از کم دو پروازیں رکھی جائیں۔ تو ضلع کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔ کیوں کہ دالبندین سے کوئٹہ سات گھنٹے کا راستہ ہے۔ اگر کسی مریض کو دالبندین سے کوئٹہ لایا جائے۔ تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس کا کیا حال ہوگا۔ ہم نے وفاقی حکومت سے کئی مرتبہ مطالبہ کیا کہ یہاں ایک فوکر جہاز چلایا جائے۔ وہ ہمیں تسلی دے رہے ہیں۔ لیکن تاحال کوئی عمل نہیں ہوا۔ شکریہ!

جناب اسپیکر

بجٹ پر بحث کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔
اسمبلی کا اجلاس انیس جون ۱۹۹۰ء کی شام چار بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام پانچ بجکر پینتالیس منٹ
پر
مورخہ ۱۹ جون ۱۹۹۰ء (بروز سہ شنبہ) کی شام
چار بجے تک کے لیے ملتوی ہوگیا)

(گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کوئٹہ بلوچستان ۳۵۷–۹۰/۱۱ تعداد ۴۰۰ کاپی)